تصاویر اور ڈیجیٹل تصاویر

مولانا محمد الیاس، جامعہ رحمانیہ، کراچی، پاکستان

محرم ۱۴۳۷ ماہنامہ الرحمانیہ، کراچی، پاکستان

اس وقت افسوسناک حال یہ ہے کہ متعدد دیندار لوگ اس غلط فہمی میں مبتلاء ہیں کہ ڈیجیٹل تصاویر جائز ہیں، اور اس کی وجہ سے دیندار گھرانوں حتیٰ کہ اصلاح نفس کے لئے بزرگوں سے اصلاحی تعلق رکھنے والے گھرانوں میں بھی ٹی وی داخل ہوتا جارہا ہے، اور ان گھروں کے افراد بے فکری سے انٹرنیٹ اور موبائیل پر ویڈیو اور تصاویر دیکھنے میں بلکہ بنانے میں بھی مشغول ہیں اور اس وجہ سے جو دین و دنیا کا نقصان ہے اس سے بے خبر ہیں۔ بلکہ بعض حضرات جو اپنے گھروں میں اسلامی معاشرت اور ماحول قائم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ان کو شکایت ہے کہ اب بیوی بچوں کو ٹی وی اور انٹرنیٹ سے بچانا مشکل ہوتا جارہا ہے، بیوی بچے یہ کہتے ہیں کہ یہ تو جائز ہے، اس سے کیوں روکتے ہو؟ اور اس غلط فہمی کا ایک سبب بعض علماء کرام کا ٹی وی پر آنا اور ٹی وی پر دینی پروگرام کا رواج ہو جانا ہے، ورنہ ہمارے اکابر علماء اور مشائخ جو گزر چکے وہ تو اپنی زندگی میں علی الاعلان ڈیجیٹل تصاویر کو تصاویر ہی کی طرح حرام فرماتے رہے۔

خلاصہ برائے عمل

"حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے کسی بھی معتبر دار الافتاء سے جاندار کی تصاویر یا ڈیجیٹل تصاویر کے جائز ہونے کا کوئی تحریری فتویٰ موجود نہیں ہے، ایک فتویٰ جو بعض لوگ پیش کرتے ہیں، وہ فتویٰ کے نام سے جاری تو کیا گیا ہے مگر وہ فتویٰ نہیں کیونکہ اس میں دلائل نہیں ہیں، بلکہ محض رائے پیش کی گئی ہے۔ دوسری طرف بہت بڑی تعداد میں متقی اور مستند علماء کرام نے جاندار کی ڈیجیٹل تصاویر کو بھی عام تصاویر کی طرح فی نفسہ حرام قرار دیا ہے اور معتبر دار الافتاء سے باقاعدہ استفتیٰ کے جواب میں دلائل سے اسے حرام ثابت کیا گیا ہے اور ایسے تحریری فتاویٰ شایع شدہ ہیں۔ ہمارے عقیدے اور عمل کے لئے بس یہی کافی ہے کہ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تصاویر کو حرام قرار دیا ہے اور ڈیجیٹل تصاویر کے حرام ہونے کے بارے میں متعدد مدلل اور مستند فتاویٰ شائع ہو چکے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ ڈیجیٹل تصاویر بھی تصاویر ہی کے حکم میں ہیں تو اب اس کے جواز کے کسی مستند اور مدلل فتویٰ کے بغیر کس طرح اسے جائز سمجھ لیا جائے؟ بغیر دلائلِ شرعیہ کے کسی صریح گناہ کو حلال سمجھنا تو بہت سخت بات ہے؟ بہشتی زیور میں تو عقائد کے بیان میں لکھا ہے کہ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اب ایک سوال یہ رہ گیا کہ شناختی کارڈ، پاسپورٹ، کرنسی نوٹ، ڈاک کے ٹکٹ وغیرہ پر تصاویر ہوتی ہیں، امن و امان کو قائم رکھنے کے لئے تصویریں لینی پڑتی ہیں، اور کئی جگہ تعلیمی اداروں اور

ملازمتوں وغیرہ میں تصاویر طلب کی جاتی ہیں، تو ہم کیا کریں؟ جواب یہ ہے اس استعمال میں ایک عام آدمی بالکل مجبور ہے اور علماء کرام نے اس مجبوری کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ پھر بھی احتیاط یہی ہے کہ استغفار کیا جائے۔

جاندار کی تصاویر کا حرام ہونا

حضور ﷺ کے زمانے سے اب تقریباً ڈیڑھ ہزار سال تک تصاویر کا مطلقاً حرام ہونا متفق علیہ رہا ہے۔ یعنی اس کے حرام ہونے میں ائمہ مجتہدینؒ اور ان کے بعد آنے والے علماء کرام میں کبھی کوئی اختلاف ہی نہیں رہا اور سب یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ جاندار کی تصویر کشی حرام ہے اور اس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ امداد المفتین میں تحریر فرماتے ہیں کہ "احادیث اس بارے میں درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں تصاویر بنانے اور ان کے استعمال کرنے اور دیکھنے وغیرہ کی ممانعت و حرمت صراحتاً مذکور ہے اس لئے ائمہ اربعہ اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے"۔ یہ بات اس بناء پر نہیں کہی جا رہی ہے کہ بس حدیث شریف پڑھ کر کسی فرد واحد نے ایک مطلب سمجھ لیا، کیونکہ کوئی فرد واحد ممکن ہے حدیث شریف کا مطلب سمجھنے میں غلطی کرے، بلکہ جس بات پر ڈیڑھ ہزار سال سے صحابہؓ، فقہاء اور علماء کرام کا اتفاق رہا ہے وہ بات عرض کی جا رہی ہے۔ تصاویر بنانے والے پر احادیث میں سخت وعید آئی ہے، اور جو اپنی تصویر بنوائے وہ بھی اسی وعید میں شامل ہے کیونکہ وہ تصویر بنانے والے کو اپنا وکیل بناتا ہے اور اس کو اپنی تصویر بنانے کو کہتا ہے، گناہ میں دونوں یکساں ہی ہوگئے۔ اب اس بارے میں بعض احادیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

"ان اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ المصورون"

(صحیح البخاري وصحیح مسلم)

بے شک روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب مصوروں کو ہوگا۔

"ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ، یقال لھم: احیوا ما خلقتم" (صحیح البخاري وصحیح مسلم)

"جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں، یقیناً انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ تم نے جن کو پیدا کیا تھا اب انہیں زندہ کرو۔"

صحیحین ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"من صور صورۃ في الدنیا کلف یوم القیامۃ ان ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ"

(صحیح البخاري وصحیح مسلم)

جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو اسے قیامت کے دن یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ اس میں روح بھی پھونکے حالانکہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔"

امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا:

"كل مصور في النار يجعل له ' بكل صورة صورها ' نفسا فتعذبه في جهنم"

(صحيح البخاري وصحيح مسلم)

"ہر مصور جہنم میں جائے گا' ہر تصویر کے عوض جو اس نے بنائی اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک نفس بنادے گا جس کے ساتھ اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔"

حضرت ابو طلحہؓ سے مرفوعاً روایت ہے:

"لاتدخل الملائكة بيتاً فيه كلب و تصاوير"

(صحيح مسلم)

"فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویریں ہوں۔"

حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب کعبہ میں داخل ہوئے تو اس میں تصویریں بھی تھیں آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور پانی کے ساتھ تصویروں کو مٹانا شروع کر دیا اور فرمایا:

"قاتل الله قوماً يصورون مالا يخلقون"

(مسند ابي داود الطيالسي والمعجم الكبير للطبراني)

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تباہ و برباد کر دے جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے۔"

اگر تصاویر کھینچی یا کھنچوائی تو گناہ ہو گا، اور توبہ کرتے ہی معاف بھی ہو جائیگا۔ لیکن اگر گناہ کو حلال سمجھ لیا تو بات زیادہ خطرے کی ہے۔ کتاب بہشتی زیور کے پہلے حصہ میں "عقیدوں کے بیان" کے عنوان سے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ۴۹ ضروری اسلامی عقائد تحریر فرمائے ہیں۔ عقیدہ نمبر ۲۹ یہ ہے کہ "گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے"۔ جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا ہے کہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھا ہے کہ تصاویر کی حرمت کی احادیث تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں، اگر ان میں کوئی حدیث فن کے اعتبار سے واقعی "متواتر" ہے تو تصویر کشی کے گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہو گا، ورنہ ایسا سمجھنے والا فاسق شمار ہو گا۔ اور فسق سے ایمان کمزور ہو تا چلا جاتا ہے۔ اس لئے جاندار کی تصویر کے بارے میں یہ سمجھنا کہ یہ حلال ہے ایمان کو خطرہ میں ڈالنے والی بات ہوئی۔ اس لئے جو بھی ایمان کو اپنا اصل سرمایہ سمجھے گا وہ کیا کرے گا؟ وہ یہی احتیاط کرے گا کہ جاندار کی تصویر کو حرام ہی سمجھے گا۔ اور اگر اس گناہ میں مبتلاء ہوا، تو استغفار کرے گا۔

ڈیجیٹل تصاویر کا فی نفسہٖ حرام ہونا

اب جو تصاویر عام ہو گئی ہیں وہ ڈیجیٹل تصاویر کہلاتی ہی۔ یہ تصاویر بجائے کاغذ کے ٹی وی، موبائیل فون، اور انٹرنیٹ پر ہوتی ہیں۔ اگر جاندار کی ڈیجیٹل تصویر بنائی جائے جیسا کہ عام رواج ہو گیا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ بھی حرام ہے؟ کیا یہ بھی انہی تصاویر کے حکم میں ہے جن کے بارے میں احادیث میں وعید آئی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک یہ بھی انہی تصاویر کے حکم میں ہے اور حرام ہے۔ کیونکہ جو علماء اسے جائز کہہ رہے ہیں یا اپنے عمل سے یہ غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں وہ اس کے جائز ہونے کے دلائل کلام پاک، حدیث شریف یا فقہ کے اصولوں سے نہیں بیان کرتے بلکہ اپنی رائے کے طور سے کہتے ہیں کہ "یہ تصویر کے حکم میں نہیں" یا یہ کہتے ہیں کہ یہ عکس ہیں یا پکسل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے کسی بھی معتبر دار الافتاء سے جاندار کی تصاویر یا ڈیجیٹل تصاویر کے جائز ہونے کا کوئی تحریری فتویٰ موجود نہیں ہے۔ ایک فتویٰ جو بعض لوگ پیش کرتے ہیں، وہ فتویٰ کے نام سے جاری تو کیا گیا ہے مگر وہ فتویٰ نہیں کیونکہ اس میں دلائل نہیں ہیں، بلکہ محض رائے پیش کی گئی ہے۔ مثلاً اس فتویٰ میں حسب ذیل عبارت ان کے رائے ہونے کو ظاہر کرتی ہے:

"البتہ جب تک ان کا پرنٹ نہ لیا گیا ہو، انہیں پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش نہ کیا گیا ہو، ان کے بارے میں علماء عصر کی آراء مختلف ہیں:

۱) بعض علماء انہیں بھی تصویر کے حکم میں قرار دیتے ہیں

۲) بعض علماء کے نزدیک ان پر تصویر کے احکام ک اطلاق نہیں ہوتا

۳) بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کی رائے میں تصویر تو ہیں، لیکن چونکہ ان کے بحکم تصویر ہونے یا نہ ہونے میں ایک سے زیادہ فقہی آراء موجود ہیں اس لئے مجتہد فیہ ہونے کی بناء پر بوقت حاجت شرعیہ مثلاً جہاد وغیرہ کے موقع پر ان کے استعمال کی گنجائش ہے۔"

اول تو کوئی مستند فتویٰ ڈیجیٹل تصاویر کے جواز کا ہے ہی نہیں اور اس رائے والے فتویٰ کی رو سے بھی دو تہائی علماء (جیسا کہ رائے نمبر ا اور رائے نمبر ۳ سے ظاہر ہے) ڈیجیٹل تصاویر کو فی نفسہٖ حرام مانتے ہیں، دوسری طرف بہت بڑی تعداد میں متقی اور مستند علماء کرام نے جاندار کی ڈیجیٹل تصاویر کو فی نفسہٖ حرام قرار دیا ہے اور معتبر دار الافتاء سے باقاعدہ استفتیٰ کے جواب میں دلائل سے اسے حرام ثابت کیا گیا ہے اور تحریری فتاویٰ شائع شدہ ہیں۔ ہمارے عقیدے اور عمل کے لئے بس یہی کافی ہے۔ اس طرح کے شائع شدہ فتاویٰ کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

۱) ایک مثال تو کتاب "ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کی حرمت پر مفصل اور مدلل فتویٰ مع تصدیقات" ہے، جو شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن امروہوی صاحب کی تالیف ہے، اس کتاب میں ڈیجیٹل تصاویر کے حرام ہونے کے فتویٰ پر پاکستان کے ۱۵ دارالافتاء کی تصدیق ہے۔ اور بڑے بڑے متقی علماء کی تحریر تائید میں موجود ہے۔

۲) دوسری کتاب "ڈیجیٹل تصاویر اور ٹی وی چینل کے ذریعہ تبلیغ" ہے، جو حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب، خلیفہ مجاز حضرت مولانا حکیم اختر صاحبؒ کی تالیف ہے۔

۳) تیسرا سب سے حالیہ قابل ذکر فتویٰ دارالعلوم دیوبند کا ہے جو کتاب "چند اہم عصری مسائل" میں دیا ہوا ہے، جو مفتی زین الاسلام قاسمی الٰہ آبادی مد ظلہ العالی کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں مضبوط دلائل سے فتویٰ دیا گیا ہے، جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ڈیجیٹل تصاویر حرام ہیں اور حسب ذیل الفاظ میں فتویٰ کا خلاصہ تحریر کی گیا ہے: "الغرض مذکورہ معروضات کی روشنی میں ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ محفوظ کردہ عکس اور ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونے والی صورتیں بھی تصویر محرم میں داخل ہیں اور مجسم تصویر سازی اور فوٹو گرافی کی طرح ناجائز اور حرام ہیں"۔ اور اس فتویٰ میں بھی بعض بڑے علماء مثلاً مولانا سعید احمد پالن پوری صاحب کی تائید شامل ہے۔ یہ کتاب دارالعلوم دیوبند کی ویب سائیٹ پر موجود ہے جو چاہے مفت حاصل کر سکتا ہے۔

عکس اور تصویر میں فرق

اب حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کا معیار عکس اور تصویر میں فرق کا یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں آجائیگا کہ ڈیجیٹل تصاویر کو عکس کہنا غلط ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ دار العلوم دیوبند کے مہتمم تھے اور حکیم الامتؒ کے خاص خلفاء میں سے تھے اور تقویٰ اور علم میں ان کا مقام بہت بلند تھا، اور بہر حال آج کل کے تمام علماء کرام کے وہ بڑے تھے، وہ فیصلہ کر گئے ہیں کہ ڈیجیٹل تصاویر عکس نہیں بلکہ تصویر ہی کے حکم میں ہیں۔ کتاب "مجالس حکیم الاسلام" میں یہ مضمون موجود ہے۔ مصری علماء کے فوٹو کو عکس کہنے پر جو فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ "آئینہ میں جو عکس نظر آتا ہے وہ اس وقت تک موجود ہوتا ہے جب تک ذی عکس سامنے ہو اور اگر ذی عکس کو ہٹا لیا جائے تو عکس ختم ہو جاتا ہے"۔ مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے اس قول سے پتہ چل گیا کہ عکس کیا ہے اور تصویر کیا ہے۔ یہ بات ہر شخص سمجھ سکتا ہے، اسکے لئے عالم ہونا ضروری نہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے سے یہ بات معروف ہے کہ عکس کی یہی تعریف ہے کہ جس چیز کا عکس ہے اس چیز کے ہٹنے سے عکس غائب ہو جائے اور اس کی حرکت سے عکس اسکے ساتھ حرکت کرے۔ اسی لئے آئینہ اور پانی میں جو دیکھنے والے کی صورت نظر آتی ہے وہ عکس ہے اور ایسا عکس حضور ﷺ کے زمانے سے جائز ہے۔ ڈیجیٹل تصویر تو ذی عکس کے موجود نہ ہونے کے باوجود نظر آتی ہے۔ ایک شخص ممکن ہے مر بھی چکا ہو لیکن اس کی ڈیجیٹل تصویر دیکھی جا رہی ہے تو یہ عکس کیسے ہوا؟

ڈیجیٹل تصاویر کا لغیرہٖ حرام ہونا

ڈیجیٹل تصاویر کے فی نفسہٖ حرام ہونے کے بارے میں مستند اور متعدد علماء کرام کے مدلل فتاویٰ کے بعد کسی اور چیز کی ضرورت نہیں، لیکن ایک عام مسلمان کے ذہن میں جو شکوک و شبہات بعض علماء کرام کے ڈیجیٹل تصویر میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں اس کے ازالہ کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے ڈیجیٹل تصاویر صرف فی نفسہٖ حرام نہیں بلکہ لغیرہٖ بھی حرام ہیں۔ شریعت میں بعض باتیں فی نفسہ حرام ہوتی ہیں یعنی کسی مفسدہ کی وجہ سے فقہاء نے حرام قرار نہیں دیا ہے بلکہ ان کا اصل حکم ہی حرام کا ہے۔ اور ایک دوسری صورت لغیرہٖ حرام کی ہے کہ وہ بات یا عمل فی نفسہٖ تو حرام نہیں لیکن اس میں مفاسد ہیں، منکرات ہیں، ان کا انجام آخر کار گناہ ہی ہوتا ہے اس لئے علماء کرام ایسی باتوں کو بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ یہ فی نفسہٖ اور لغیرہٖ کی بحث بہر حال بس ایک علمی بات ہے۔ ایک عام مسلمان کے لئے عملاً کچھ فرق نہیں، کوئی چیز فی نفسہ حرام ہو یا لغیرہٖ اس سے اجتناب ہی ضروری ہے۔

اب ڈیجیٹل تصاویر کے لغیرہٖ حرام ہونے کو بھی سمجھیں۔ اس میں جو مفاسد ہیں وہ ہر شخص کو پتہ ہیں بلکہ عام آدمی کو اسکے مفاسد کا علم علماء کرام سے کہیں زیادہ ہے کہ کس قدر بے حیائی، عریانی اور فحاشی ڈیجیٹل تصاویر کے ذریعہ عام ہو رہی ہے، اور کس قدر کثرت سے مسلمان نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس کی لت میں مبتلاء ہو رہے ہیں۔ نوجوان ہی نہیں بلکہ شادی شدہ لوگ حتیٰ کہ عمر رسیدہ حضرات جو نانا، دادا بن چکے ہیں اس بری لت میں مبتلاء ہیں، اور اس سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ اور اس میں دیندار خاندانوں کے نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی خوب اچھی طرح مبتلاء ہیں۔ لیکن ظاہر سی بات ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنی حرکتوں کی خبر اپنے والدین کو کبھی نہیں دینگے اسلئے اکثر والدین اس بات سے بے خبر ہیں لیکن اُن حضرات کو اس کا خوب اندازہ ہے جن کو نوجوانوں کے حالات کا علم ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبد الحیؒ عارفیؒ اسی بناء پر اپنے ایک وعظ میں ٹی وی (جو ڈیجیٹل تصاویر ہی کا آلہ ہے) کی مذمت میں فرماتے ہیں کہ "یہ تصاویر دیکھنے اور رکھنے والے جہنم کے ایک طبقہ میں پھینک دئے جائینگے۔ یہ وعظ شائع شدہ ہے۔

یہ جو اوپر عرض کیا گیا، یہ ایک بڑا سبب ہے ڈیجیٹل تصاویر کے حرام لغیرہٖ ہونے کا۔ فحاشی اور بے حیائی کی باتوں کی ترویج و اشاعت اور اسمیں ابتلائے عام کی وجہ سے اس کو حرام ہی کہا جائیگا۔

اسی حرام لغیرہٖ کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہر شخص کو ڈیجیٹل تصویر کشی کا ایسا شوق ہو گیا ہے کہ حرمین شریفین میں عبادت کے لئے حاضری پر بھی اس سے باز نہیں آتے۔ اور کعبہ شریف کے سامنے اور مدینہ منورہ میں مواجہ شریف پر بھی اس تصویر کشی سے باز نہیں آتے۔ اور ایک دو نہیں کثرت سے لوگ اسی میں لگے رہتے ہیں اور اتنے مقدس مقامات کی تعظیم و احترام کا خیال نہیں رکھتے۔ بہر حال، دونوں پہلوؤں سے ڈیجیٹل تصاویر کے حرام لغیرہٖ ہونے کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

تبلیغ میں تصویر کا استعمال

اب ایک اور وسوسۂ شیطانی کا جواب بھی ضروری ہے، کہ مسلمانوں کو دین کی تبلیغ کے لئے اسکی ضرورت ہے اور جدید چیزوں کو استعمال کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ کیا ٹی وی چینلز دین کی تبلیغ کا ذریعہ ہوسکتے ہیں؟ اس کا وہ جواب پیش کیا جاتا ہے جو مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے دیا ہے:

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی زندگی کی آخری تقریر

(روایت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت بر کاتہم۔ نقوشِ رفتگاں ص ۱۰۵)

"حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اسلامی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد تشریف لے گئے تھے۔ اسی سفر کے دوران آپ کی وفات ہوئی ۔ کونسل کے اجلاس کے موقع پر آپ کو سرکاری سطح پر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خطاب کی دعوت دی گئی۔ ریڈیو پر خطاب کی دعوت تو قبول فرمالی مگر ٹیلی ویژن پر خطاب کی دعوت رد کر دی اس بارے میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کا خلاصہ یہ تھا: "اس سلسلے میں ایک اصولی بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو لوگوں کو پکّا مسلمان بنا کر چھوڑیں، ہاں اس بات کے مکلف ضرور ہیں کہ تبلیغِ دین کے لیے جتنے جائز ذرائع ووسائل ہمارے بس میں ہیں ان کو اختیار کر کے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں۔ اسلام نے ہمیں جہاں تبلیغِ دین کا حکم دیا ہے، وہاں تبلیغ کے باوقار طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں، ہم ان طریقوں اور آداب کے دائرہ میں رہ کر تبلیغ کے مکلف ہیں، اگر ان جائز ذرائع اور تبلیغ کے ان آداب کے ساتھ ہم اپنی تبلیغی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو عین مراد ہے لیکن اگر بالفرض ان جائز ذرائع سے ہمیں مکمل کامیابی نہیں ہوتی تو ہم اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ناجائز ذرائع اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں اور آدابِ تبلیغ کو پس پشت ڈال کر جس جائز وناجائز طریقے سے ممکن ہو لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کریں۔ اگر ہم جائز وسائل کے ذریعے اور آدابِ تبلیغ کے ساتھ ایک شخص کو بھی دین کا پابند بنادیں گے تو ہماری تبلیغ کامیاب ہے اور اگر ناجائز ذرائع اختیار کر کے ہم سو آدمیوں کو بھی اپنا ہم نوا بنالیں تو اس کامیابی کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں کیونکہ دین کے احکام کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ دین کی تبلیغ نہیں کسی اور چیز کی تبلیغ ہو گی! فلم (ٹی وی) اپنے مزاج کے لحاظ سے بذاتِ خود اسلام کے احکام کے خلاف ہے لہٰذا ہم اس کے ذریعے تبلیغِ دین کے مکلف نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص جائز اور باوقار طریقوں سے ہماری دعوت قبول کرتا ہے تو ہمارے دیدہ ودل اس کے لیے فرش راہ ہیں لیکن جو شخص فلم (مووی) دیکھے بغیر دین کی بات سننے کے لیے تیار نہ ہو، اسے فلم کے ذریعے دعوت دینے سے ہم معذور ہیں۔ اگر ہم یہ موقف اختیار کریں تو آج ہم

لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لیے استعمال کریں گے کل بے حجاب خواتین کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا اور رقص و سرور کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس طرح ہم تبلیغ دین کے ایک اہم حکم کو پامال کرنے کے مرتکب ہوں گے۔" حضرت بنوریؒ نے اس وقت جس خدشہ کا اظہار فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ آج ٹی وی پر دینی پروگرام کثرت سے پیش کئے جاتے ہیں جن میں فساق وفجار مرد، عورتیں مخلوط ہو کر شرکت کرتے ہیں اور بے حجاب خواتین علماء کرام سے انٹرویو لیتی ہیں۔ حضرت مولانا بنوریؒ کی پیشن گوئی تقریباً پوری ہو چکی ہے، بس ان دینی پروگراموں میں رقص و سرور ہی کی کسر باقی رہ گئی ہے۔